S_1999_4_247_254

عدالت عظمیٰ رپورٹس 1999 ایس یو پی پی 4 ایس سی آر

محمد کنجو اور دیگر

بنام۔

ریاست مہاراشٹرا

9 اکتوبر 1999

کے۔ٹی۔تھامس اور ایم۔بی۔شاہ، جسٹسز

ضابطہ فوجداری، 1973 دفعات 444,446۔

ضمانت-یقین دہانی-غیر ملکی شہری کی ذمہ داری-مقدمے کی سماعت-مخصوص شرائط پر ضمانت دی گئی-دو افراد کے ذریعے یقین دہانی-ہر ضامن ذریعے بیس ہزار روپے کا بانڈ-ضمانت کی شرائط میں سے ایک میں بعد میں نرمی کی گئی-ملزم نے ضمانت حاصل کی-ضمانت بانڈ ضبط کرنا-ضمانتوں پر جرمانہ-ضمانت کی رقم ادا کرنے کا ضمانت کا حکم-سیشن کورٹ کے سامنے اپیل میں جرمانے کے حکم کو ناکام طور پر چیلنج کیا گیا-عدالت عالیہ نے مزید اپیلوں پر غور کیا لیکن خوبیوں پر مسترد کر دیا-عدالت عظمیٰ کے سامنے اپیل-مانا گیا، ضمانت کی شرط میں ترمیم اس کی ضمانت کو معاف نہیں کرتی-دونوں ضمانت دار دعوی نہیں کر سکتے۔آدھی رقم حصص کے لیے-ہر ضمانت دار اپنی طرف سے دی گئی ضمانت کی رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہے-عدالت کو معافی دینے کا اختیار ہے-دونوں ضمانت داروں کو معافی دی گئی-ہر ضمانت دار کو صرف پانچ ہزار روپے کا جرمانہ ادا کرنے کی ہدایت کی گئی۔

دفعات (i)449 اور (ii)-مجسٹریٹ کی طرف سے شق (i) کے تحت منظور کردہ حکم-سیشن عدالت کے سامنے اپیل-منعقد، ہائی کورٹ میں مزید اپیل نہیں ہوگی-شق (ii) ایسے معاملات میں لاگو نہیں ہوگی۔

مقدمے کی سماعت کے دوران ایک غیر ملکی شہری کو بنگلور شہر کے چیف میٹروپولیٹن مجسٹریٹ نے ضمانت کے حکم میں بیان کردہ شرائط پر ضمانت پر رہا کیا۔عائد کردہ شرائط کے مطابق دونوں اپیل گزاروں میں سے ہر ایک نے 25,000 روپے ضامن بانڈ پیش کیا۔ملزم کی طرف سے دائر درخواست پر چیف میٹروپولیٹن مجسٹریٹ نے ضمانت کا حکم منظور کرتے ہوئے ملزم پر پہلے لگائی گئی شرط میں نرمی کی۔ملزم نے ضمانت حاصل کی اور اپیل گزاروں نے ملزم کو پیش کرنے میں ناکامی کا اظہار کیا۔اس طرح ضمانت بانڈ ضبط کر

لیے گئے اور ہر اپیل کنندہ کو حکم دیا گیا کہ وہ حکومت کو پچیس ہزار روپے ضامن بانڈ ادا کرے۔ اپیل گزاروں کی طرف سے پیش کی گئی اپیلوں کو سیشن کورٹ نے مسترد کر دیا۔ عدالت عالیہ نے مزید اپیلوں پر غور کیا لیکن انہیں میرٹ کی بنیاد پر مسترد کر دیا۔ اس لیے یہ اپیلیں۔

اپیلوں کو نمٹاتے ہوئے عدالت نے

منعقد:. 1 اگر عدالت میں پیش ہونے میں ملزم کے نادہندہ ہونے کی وجہ سے ضامن دہندہ کے ذریعے عمل درآمد کیئے گئے بانڈ کو ضبط کیا جاتا ہے تو متعلقہ عدالت کے لیے کھلا ہے کہ وہ خود ملزم کے علاوہ ضامن دہندگان کے خلاف ضابطہ فوجداری کی دفعات 446 میں زیر غور اقدامات کا سہارا لے۔ ضمانت کے حکم کا سب سے ضروری عنصر جب بھی ضرورت ہو عدالت میں ملزم کی حاضری کو یقینی بنانا ہے۔ درحقیقت، یہ آرڈر کا مرکز ہے اور دیگر شرائط صرف اس کے ماتحت ہیں۔ جب تک یہ بنیادی مفروضہ تبدیل نہیں ہوتا ہے تب تک ضامن کسی بھی دوسری شرائط کے سلسلے میں ہونے والی کسی بھی بعد کی ترمیم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ اگر کوئی ضامن دہندہ ترمیم شدہ شرائط کی پابندی کرنے پر راضی نہیں ہے تو اسے اسے فارغ کرنے کے لیے ضابطہ اخلاق کی دفعہ (1) 444 کے تحت عدالت میں درخواست دینی ہوگی۔ جب تک ضامن خارج نہیں کی جاتی وہ بانڈ کا پابند ہوتا ہے اور آرڈر کی کسی شرط میں کوئی ترمیم یا اسے حذف کرنا بھی اسے غیر تبدیل شدہ شرائط کے سلسلے میں اس کی ذمہ داری سے بری نہیں کر سکتا۔ (253-ای-بی؛252-جی،ایچ)

ریاست بہار بنام ہومی، اے آئی آر (1955) ایس سی 478، ممتاز۔

.2 بانڈ کی ضبطی میں ہر ضامن خلاف اس رقم کے لیے جرمانہ عائد ہوتا ہے جو اس نے اپنے ذریعے انجام دیے گئے بانڈ میں لی ہے۔ دونوں ضمانت دہندگان نصف رقم حصص کا دعویٰ نہیں کر سکتے کیونکہ ہر ایک کو 25,000 روپے کی رقم ادا کرنے کا ذمہ دار بنایا جا سکتا ہے۔ (253-جی-ایچ)

رام لال بنام ریاست یوپی، اے آئی آر (1979) ایس سی 1498، پر بھروسہ کیا۔

.3 ضابطہ فوجداری کی دفعہ (3) 446 کے تحت معافی دینا اور معافی کی حد کا فیصلہ کرنا عدالت کی صوابدید کے تحت ہے۔ اس طرح کی صوابدید کا استعمال عدالتی طور پر اور اچھی وجوہات کے لیے کیا جانا چاہیے۔ موجودہ معاملے میں، اگرچہ غیر ملکی شہری کے خلاف لگائے گئے جرائم معمولی نہیں ہیں، اس کے باوجود وہ نسبتاً زیادہ سنگین نہیں ہیں۔ وہ کسی کی جانکاری کے بغیر ملک سے نکل گیا۔ اس بات کا کوئی الزام نہیں ہے کہ اپیل کنندہ کے پاس کوئی دور دراز اطلاع تھی کہ ملزم بھارت سے فرار ہونے کی تیاری کر رہا تھا، اور نہ ہی اس نے ضمانت حصل کرنے والے ملزم کے ساتھ ساز باز کی تھی۔ لہٰذا معافی اس حد تک دی جاتی ہے کہ ہر اپیل کنندہ کو

5 000روپے ادا کرنے ہوں جرمانے کے طور پر۔(254-اے، بی، سی، ڈی، ای)

مدھولمائے بنام میٹروپولیٹن مجسٹریٹ اور دیگر،(1984) ضمیمہ۔ایس سی سی 699، حوالہ دیا گیا۔

4. اس معاملے میں حکم چیف میٹروپولیٹن مجسٹریٹ نے منظور کیا تھا اور اس لیے اپیل گزاروں کی طرف سے سیشن کورٹ کے سامنے پیش کی گئی اپیلیں قانون کے مطابق تھیں۔دفعہ 449 کی شق (ii) کسی بھی ایسے معاملے میں لاگو نہیں ہوگی جہاں اپیل سیشن عدالت میں ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ شق ایک مختلف صورتحال سے متعلق ہے جب اصل حکم سیشن عدالت نے منظور کیا ہے جس معاملے میں اپیل عام طور پر عدالت عالیہ میں ہوتی ہے۔موجودہ معاملے میں صرف ایک اپیل کو ترجیح دی جاسکتی ہے اور وہ اصل میں دائر کی گئی تھی اور اسے سیشن عدالت نے فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا تھا۔یہ شق (ii) کے دائرے میں آنے والا حکم نہیں ہے۔اس لیے مزید اپیل برقرار نہیں رکھی جاسکتی تھی۔چونکہ عدالت عالیہ نے اپیل پر میرٹ پر غور کیا تھا اس لیے متنازعہ حکم کو عدالت عالیہ کے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار کے استعمال میں منظور کیا گیا مانا جاتا ہے۔(251-سی، ڈی، ای)

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار:1999 کی فوجداری اپیل نمبر 34-1133

1998 کی سی آر ایل اے نمبر 856 اور 864 میں کرناٹک عدالت عالیہ کے 4.9.1998 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کی طرف سے سی۔این۔سری کمار اور پی۔سریشن۔

کے۔کے۔تیاگی ناگراج کے لیے، جواب دہندہ کے لیے

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس، جسٹس: اجازت دی گئی۔

بنگلور کی فوجداری عدالت میں پیش کیے گئے ایک غیر ملکی شہری کو ضمانت پر رہا کرنے کے لیے دو افراد ضمانت کے طور پر کھڑے تھے۔لیکن وہ غیر ملکی، جب جیل سے رہا ہوا تو بھارت سے باہر نکل گیا جس کے نتیجے میں دونوں ضمانت دار اب خطرے میں ہیں۔فوجداری عدالت نے ملزم کو عدالت میں پیش نہ کرنے پر ان کے خلاف کارروائی کی۔مجسٹریٹ نے ہر ضمانت دار پر پچیس ہزار روپے کا جرمانہ عائد کیا۔اس کے بعد بذریعہ وہ سزا بذریعہ بچنے کے لیے ایک کے بعد ایک عدالتی درجہ بندی کے تمام درجے تک پہنچ رہے ہیں اور اس راستے بذریعہ وہ اب اس عدالت تک پہنچ چکے ہیں۔

ملزم، جس کے لیے اپیل گزار ضمانت دار بن گئے، ایک موہن دھرمراجا ہے۔وہ رجسٹریشن آف فارنرز ایکٹ اور پاسپورٹ ایکٹ 1967 کے تحت چند دیگر جرائم کے علاوہ تعزیرات بھارتیہ کی دفعہ 466

اور 471 میں مذکور جرائم کے لیے فرد جرم کے تحت تھا۔ اسے 26.11.1995 پر گرفتار کیا گیا اور تقریباً تیرہ ماہ تک جیل میں رہا جب تک کہ اسے 18.12.1996 پر بنگلور شہر کے چیف میٹرو پولیٹن مجسٹریٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم کے مطابق ضمانت پر رہا کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ مذکورہ حکم کے مطابق ضمانت کی شرائط درج ذیل تھیں:

(i) ملزم کو 25,000 روپے کا ذاتی بانڈ پیش کرنا چاہیے اور اتنی ہی رقم کے لیے دو مقامی ضمانتیں پیش کرنی چاہئیں۔

(2) ملزم کو اپنا بنگلور کا رہائشی پتہ تفتیشی افسر کو پیش کرنا چاہیے۔

(3) ملزم کو استغاثہ کے گواہوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی چاہیے۔

(4) ملزم کو مقدمہ مکمل ہونے تک بنگلور سٹی پولیس کمشنر کی پیشگی اجازت کے بغیر بنگلور سٹی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

21.12.1996 پر اسے اس وقت رہا کیا گیا جب اس نے اپیل گزاروں کے ساتھ بطور ضمانت بانڈ پر عمل درآمد کیا۔ اس کے بعد اس نے شرائط میں نرمی کے لیے درخواست دائر کی اور چیف میٹرو پولیٹن مجسٹریٹ نے اس پر درج ذیل لائنوں میں 13.1.1997 کا اپنا حکم جاری کیا:

"ملزم پر لگائی گئی سابقہ شرط نمبر 4 میں نرمی کی گئی ہے۔ ملزم کو اس کے فراہم کردہ پتے پر میسور شہر میں رہنے کی اجازت ہے۔ تاہم، ملزم مہینے میں ایک بار بنگلور شہر کے پولیس کمشنر کے سامنے پیش ہوگا۔ ملزم میسور کی عدالت کے سامنے مقدمے کی سماعت کے دوران بلا جھجھک پیش ہوگا۔ حکم منظور ہونے تک ملزم ہفتے میں ایک بار ناصر آباد پولیس اسٹیشن کے سامنے پیش ہوگا۔ بقیہ مدت کے دوران، اگر ملزم کو میسور شہر چھوڑنا ہے تو اسے بنگلور کے پولیس کمشنر سے پیشگی اجازت لینا ہوگی۔ اس سلسلے میں بنگلور کے پولیس کمشنر کو بھی اس کی اطلاع دی جانی چاہیے۔"

نذر آباد پولیس نے بعد میں مجسٹریٹ کو اطلاع دی کہ ملزم حکم کے مطابق پولیس اسٹیشن نہیں جا رہا تھا۔ ملزم عدالت میں پیش ہونے میں بھی ناکام رہا۔ مجسٹریٹ کی جانب سے ملزم کی موجودگی حاصل کرنے کی کوششیں ناکام ہو گئیں اور پھر اپیل گزاروں کو نوٹس جاری کیا گیا کہ وہ ملزم کو عدالت میں پیش کریں کیونکہ وہ مفرور بتایا گیا تھا۔ اس کے بعد اپیل گزاروں نے ملزم کو پیش کرنے میں ناکامی کا اظہار کیا۔ اس طرح ضمانت بانڈ ضبط کر لیے گئے اور ہر اپیل کنندہ کو حکم دیا گیا کہ وہ " حکومت کو پچیس ہزار روپے ضامن بانڈ ادا کرے"۔

اپیل گزاروں نے مذکورہ حکم کے خلاف سیشن عدالت میں اپیلوں کو ترجیح دی، لیکن سیشن جج نے

اپیلوں کو مسترد کردیا۔اس کے بعد انہوں نے ضابطہ فوجداری 1973 (مختصر کوڈ کے لیے) کی دفعہ 449 کے تحت کرناٹک عدالت عالیہ کے سامنے مزید اپیلیں دائر کیں۔حیرت کی بات یہ ہے کہ عدالت عالیہ نے اس طرح کی دوسری اپیلوں پر غور کیا اور انہیں میرٹ پر مسترد کردیا۔ضابطہ اخلاق کی دفعہ 449 اس طرح پڑھتی ہے:

"یہ دفعہ 446 کے تحت احکامات کے خلاف اپیل کرتا ہے۔—— دفعہ 446 کے تحت منظور کیے گئے تمام احکامات اپیل کے قابل ہوں گے،-

(i) مجسٹریٹ کے ذریعے سیشن جج کو دیے گئے حکم کی صورت میں؛

(ii) سیشن عدالت کے حکم کی صورت میں، اس عدالت میں جس میں ایسی عدالت کے حکم سے اپیل کی گئی ہو۔

اس معاملے میں حکم چیف میٹروپولیٹن مجسٹریٹ نے منظور کیا تھا اور اس لیے اپیل گزاروں کی طرف سے سیشن کورٹ کے سامنے پیش کی گئی اپیلیں قانون کے مطابق تھیں۔دفعہ 449 کی شق (ii) کسی بھی ایسے معاملے میں لاگو نہیں ہوگی جہاں اپیل سیشن عدالت میں ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ شق ایک مختلف صورتحال سے متعلق ہے جب اصل حکم سیشن عدالت نے منظور کیا ہے جس معاملے میں اپیل عام طور پر عدالت عالیہ میں ہوتی ہے۔موجودہ معاملے میں صرف ایک اپیل کو ترجیح دی جاسکتی ہے اور وہ اصل میں دائر کی گئی تھی اور اسے سیشن عدالت نے فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا تھا۔یہ شق (ii) کے دائرے میں آنے والا حکم نہیں ہے۔اس لیے مزید اپیل برقرار نہیں رکھی جاسکتی تھی۔

جو بھی ہو، جیسا کہ عدالت عالیہ نے میرٹ پر دوسری اپیل پر غور کیا تھا، ہم متنازعہ حکم کو عدالت عالیہ کے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار کے استعمال میں منظور کردہ حکم کے طور پر ماننا چاہتے ہیں۔

ان اپیلوں میں فاضل وکیل کی طرف سے پیش کی گئی اہم دلیل یہ ہے کہ اپیل گزاروں کے ذریعہ ضمانت کے طور پر دستخط شدہ بانڈ صرف اس وقت کے دوران درست رہے ہوں گے جب ضمانت کا حکم غیر متغیر رہا ہو۔فاضل وکیل کے مطابق، جب چیف میٹروپولیٹن مجسٹریٹ نے اپیل گزاروں کو نوٹس دیے بغیر اپنے آرڈر مورخہ 13.1.1997 کے ذریعے شرط کو تبدیل کیا تو عدالت کو تبدیل شدہ شرائط کی تعمیل کے لیے ایک نئے بانڈ پر عمل درآمد کی ہدایت کرنی چاہیے تھی۔دوسرے لفظوں میں، مذکورہ درخواست کا اثر یہ ہے کہ شرط میں تبدیلی کے ساتھ ضمانت بانڈ خارج ہوگیا۔

مذکورہ بالا دلیل کی حمایت میں فاضل وکیل نے ریاست بہار بنام ہومی، اے آئی آر (1955) ایس

سی 478 میں اس عدالت کے فیصلے کا حوالہ دیا۔ اس معاملے میں ایک شخص کو ٹرائل کورٹ نے آئی پی سی کی دفعہ 120 بی اور 420 کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے چار سال کی سخت قید اور ایک لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنائی گئی۔ پٹنہ عدالت عالیہ نے سزا اور سزا کو برقرار رکھا۔ سزا یافتہ شخص پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی میں اپیل کرنا چاہتا تھا اور اس لیے اس نے سزا معطل کرنے کی درخواست کی۔ حکومت بہار نے سزا معطل کرنے کا حکم اس شرط کے ساتھ دیا کہ وہ پچاس ہزار روپے کے بانڈ اور پچیس ہزار روپے کی دو ضمانتوں پر عمل درآمد کرے۔ انہوں نے 1946 میں دو ضمانت داروں کے ساتھ بانڈ پر عمل درآمد کیا، اور اگر ملزم "اپیل دائر کرنے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرنے کا ثبوت یکم دسمبر 1946 تک پیش کرنے میں ناکام رہتا ہے اور عدالتی کمیٹی کے حکم یا فیصلے کا نوٹس موصول ہونے کے تین دن کے اندر اندر سنگھ بھوم کے ڈپٹی کمشنر کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے، اگر مذکورہ حکم یا فیصلے کے ذریعے سزا کو جزوی یا مکمل طور پر برقرار رکھا جاتا ہے، تو اس صورت میں مذکورہ رقم کی ادائیگی کے لیے خود کو پابند کر لیا۔" اس کے بعد بھارت میں بہت سی تبدیلیاں آئیں، جن میں آزادی کی آمد اور بھارت کا آئین کی منظوری شامل ہے۔ اس کے نتیجے میں پریوی کا دائرہ اختیار وفاقی عدالت کو منتقل کر دیا گیا۔ قائل شخص کی طرف سے پیش کی گئی اپیل کو وفاقی عدالت نے مسترد کر دیا۔ اس دوران ملزم پاکستان ہجرت کر گیا تھا۔ جب اس معاملے میں ضمانت دہندگان کے خلاف اقدامات کیے گئے تو اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ بانڈ کی قیود پوری نہیں ہوئیں کیونکہ پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی نے کوئی فیصلہ نہیں دیا تھا اور اس لیے ضمانت دہندگان کو کسی جرمانے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

مذکورہ کیس کو اس موقف کے لیے مثال کے طور پر نہیں مانا جا سکتا کہ اگر عدالت ضمانت کی کسی بھی شرط میں ترمیم کرتی ہے تو ضمانت نامہ خود بخود خارج ہو جائے گا۔ مذکورہ فیصلے کو ان عجیب و غریب حقائق کی روشنی میں سمجھنا چاہیے جب آزادی سے پہلے کے دوران ضامن بانڈ پر عمل درآمد کیا گیا تھا جسے آئین کے بعد کے دور میں نافذ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ، مندرجہ بالا معاملے میں نافذ کردہ بانڈ کی قیود پر سختی سے ضامن کی ذمہ داری صرف اس صورت میں پیدا ہو سکتی تھی جب عدالتی کمیٹی کے ذریعے فیصلہ دیا گیا ہو۔ اس طرح کی ہنگامی صورتحال نہیں ہوئی کیونکہ پریوی کونسل کو بھارت سے دائر اپیلوں سے نمٹنے کے لیے اس کے دائرہ اختیار سے الگ کر دیا گیا تھا۔

بصورت دیگر بھی ہم اس دلیل کو منظور نہیں کر سکتے کہ ضمانت کی شرائط میں کسی بھی تبدیلی کے نتیجے میں ضمانت کے حکم کا متبادل ہو گا۔ ضمانت کے حکم کا سب سے ضروری عنصر جب بھی ضرورت ہو عدالت میں ملزم کی حاضری کو یقینی بنانا ہے۔ درحقیقت، یہ آرڈر کا مرکز ہے اور دیگر شرائط صرف اس کے ماتحت ہیں۔ جب تک یہ

بنیادی مفروضہ تبدیل نہیں ہوتا ہے تب تک ضامن کسی بھی دوسری شرائط کے سلسلے میں ہونے والی کسی بھی بعد کی ترمیم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ اگر ضامن دہندہ ترمیم شدہ شرائط کی پابندی کرنے پر راضی نہیں ہے تو اسے اسے فارغ کرنے کے لیے ضابطہ اخلاق کی دفعہ (1) 444 کے تحت عدالت میں درخواست دینی ہوگی۔ جب تک ضامن خارج نہیں کی جاتی وہ بانڈ کا پابند ہوتا ہے اور آرڈر کی کسی شرط میں کوئی ترمیم یا اسے حذف کرنا بھی اسے غیر تبدیل شدہ شرائط کے سلسلے میں اس کی ذمہ داری سے بری نہیں کر سکتا۔ اگر عدالت میں پیش ہونے میں ملزم کے نادہندہ ہونے کی وجہ سے ضامن دہندہ کے ذریعے عمل درآمد دیے گئے بانڈ کی ضبطی ہوتی ہے تو متعلقہ عدالت خود ملزم کے علاوہ ضامن دہندگان کے خلاف ضابطہ اخلاق کی دفعہ 446 میں زیر غور اقدامات کا سہارا لے سکتی ہے۔

اس کے بعد فاضل وکیل نے دلیل دی کہ چونکہ بانڈ کو ملزم نے دو ضمانتوں کے ساتھ انجام دیا تھا، اس لیے اس رقم کی اوپری حد جو عدالت دونوں ضمانتوں سے مل کر حاصل کر سکتی ہے اس رقم سے زیادہ نہیں ہو سکتی جو ملزم نے اپنے بانڈ میں بیان کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، جب ملزم نے 25,000 روپے کے بانڈ کی عمل درآمد دی، وکیل کے مطابق ضمانت دہندگان کو مشترکہ طور پر یا الگ الگ طور پر مذکورہ رقم ادا کرنے کا ذمہ دار بنایا جا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا دلیل کی قبولیت کا انحصار اپیل گزاروں کے ذریعے انجام دیے گئے بانڈ کے الفاظ پر ہوتا ہے۔ اس سے قبل یہ تنازعہ تھا کہ آیا بانڈ ایک واحد بانڈ ہے جسے دو ضمانتوں کی حمایت حاصل ہے یا ضامن ذریعے انجام دیا جانے والا بانڈ ملزم سے مختلف ہے۔ یہ تنازعہ اب رام لال بنام ریاست یوپی، اے آئی آر (1979) ایس سی 1498 میں اس عدالت کے فیصلے سے حل ہو گیا ہے۔ پرانے ضابطہ فوجداری 1898 کے گوشوارہ پنجم کے فارم نمبر 42 میں موجود الفاظ کا حوالہ دینے کے بعد ان کے حاکموں نے اس طرح قرار دیا ہے:

"ضمانت دہندہ کی طرف سے دی جانے ضامن یہ تھی کہ سماعت کے ہر دن ملزم کی حاضری کو یقینی بنایا جائے اور جب بھی اسے عدالت میں پیش کیا جائے۔ ضمانت دہندہ کی طرف سے دی جانے ضامن یہ نہیں تھی کہ وہ ملزم کی طرف سے عمل درآمد دیے گئے بانڈ کی قیود کے مطابق ملزم کی حاضری اور پیشی کو محفوظ بنائے گا۔ ملزم کی حاضری اور موجودگی کو محفوظ بنانے کے لیے ضمانت ضامن ملزم کی طرف سے عدالت کے سامنے پیش ہونے کے لیے دی گئی ضمانت سے بالکل آزاد تھی یہاں تک کہ اگر دونوں ذمہ داریوں کو سہولت کی خاطر ایک ہی دستاویز میں انجام دیا گیا ہو۔ ہر کام کے الگ ہونے کی وجہ سے اسے الگ سے نافذ کیا جا سکتا ہے۔"

ہم نے محسوس کیا ہے کہ نئے کوڈ میں متعلقہ فارم میں الفاظ ایک جیسے ہیں (کوڈ کے دوسرے گوشوارہ

میں فارم نمبر 45 کے ذریعے) اور اس لیے موجودہ معاملے میں بھی اسی اصول پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس طرح بانڈ کی ضبطی میں ہر ضامن خلاف اس رقم کے لیے جرمانہ عائد ہوتا ہے جو اس نے اپنے ذریعے انجام دیے گئے بانڈ میں لی ہے۔ دونوں ضمانت دہندگان نصف رقم حصص کا دعوی نہیں کر سکتے کیونکہ ہر ایک کو 25,000 روپے کی رقم ادا کرنے کا ذمہ دار بنایا جاسکتا ہے۔

آخر میں، فاضل وکیل نے جرمانے کی معافی کی درخواست کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ (3)446 عدالت کو اس طرح کی معافی دینے کا اختیار دیتی ہے۔ معافی دینا اور معافی کی حد کا فیصلہ کرنا عدالت کی صوابدید میں ہے۔ اس طرح کی صوابدید کا استعمال عدالتی طور پر اور اچھی وجوہات کے لیے کیا جانا چاہیے۔ فاضل وکیل نے مدھو لیماے بنام میٹروپولیٹن مجسٹریٹ اور دیگر، (1984) ضمیمہ ایس سی سی 699۔ میں اس عدالت کے فیصلوں کا حوالہ دیا۔ اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ نے ایک ضامن دار کی طرف سے پیش کی گئی عرضی پر غور کیا جس کے خلاف ملزم کے طور پر کارروائی کی گئی تھی۔ کچھ غیر ملکی شہری بھارت سے فرار ہو گئے تھے۔ ان طلبا پر مجموعی طور پر 16 مقدمات میں "معمولی نوعیت" کے جرائم کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ ایسے حالات میں 100 "روپے کا علامتی جرمانہ عائد کر کے انصاف کے مقاصد کو پورا کیا جائے گا"۔ موجودہ معاملے میں، اگرچہ غیر ملکی شہری کے خلاف لگائے گئے جرائم معمولی نہیں ہیں، اس کے باوجود وہ نسبتا زیادہ سنگین نہیں ہیں۔ ملزم کسی کے علم کے بغیر ملک سے باہر نکل گیا اور اس طرح اپیل گزار کی پہنچ سے باہر ہو گیا۔ عدالت اسے بھارت سے باہر فرار ہونے سے روکنے کے اقدام کے طور پر اس کا پاسپورٹ حوالے کرنے کی شرط عائد کر سکتی تھی۔ اس بات کا کوئی الزام نہیں ہے کہ اپیل گزار کے پاس کوئی دور دراز خوشبو تھی کہ ملزم بھارت سے فرار ہونے کی تیاری کر رہا تھا، اور نہ ہی اس نے ضمانت سے چھلانگ لگانے والے ملزم کے ساتھ ساز باز کی تھی۔

مذکورہ بالا حالات میں ہمارا خیال ہے کہ اپیل گزاروں کو کچھ معافی دی جاسکتی ہے۔ انصاف کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے اس حد تک معافی دی جاتی ہے کہ ہر اپیل کنندہ کو جرمانے کے طور پر 5,000 روپے ادا کرنے ہوں۔ اگر اپیل گزار پہلے ہی اس سے زیادہ رقم ادا کر چکے ہیں تو وہ درخواست دے سکتے ہیں اور متعلقہ عدالت سے اضافی حصے کی واپسی حاصل کر سکتے ہیں۔ اپیلوں کو اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔

ٹی۔ این۔ اے۔

اپیلوں کو نمٹا دیا گیا۔